ایڈز سے بچاؤ کا طریقہ (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

ڈاکٹر شمس البصر *

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾ (۱) اور آسمانی شرائع کے ذریعے اس کے لیے ایسے اصول وضوابط مقرر کر دیئے جو اس کی صحیح زندگی کی ضمانت دیتے ہوئے اسے اس کے خاندان اور معاشرے کو ہر طرح کی برائیوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ تمام شرائع نے فرد کے اختیار و تصرف کی حد مقرر کرتے ہوئے خود کو نقصان پہنچانے اور دوسروں کو تکلیف دینے سے منع کیا ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ: لا ضَرَرَ وَلا ضِرارَ فِی الإسْلام (۲)۔ تمام آسمانی شریعتوں میں انسانی آزادی اور انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ صحت، بچاؤ اور صحیح طرزِ حیات کو اپنانے کے تاکیدی ارشادات کثرت سے موجود ہیں۔ تیز رفتار سائنسی ترقی کی بدولت سماجی، معاشرتی اور معاشی تبدیلیوں کی وجہ سے لوگوں کے طرزِ زندگی میں مثبت پہلوؤں کے باوجود ان کے اندر منفی اثرات بھی پیدا ہوئے ہیں، جنھوں نے فرد کے اعتدال وتوازن، خاندان کے استحکام اور معاشرے کے باہمی ربط وتعلق کو متاثر کیا ہے، جن سے افراد اور معاشروں میں دینی روک ٹوک اور اخلاقی رویے کو ضعف پہنچا ہے۔ معاشرے میں ایسے نت نئے طریقے رائج ہو گئے ہیں جو ایسی بیماریوں کا ذریعہ بن رہے ہیں جنھیں ہم ''کردار'' کی بیماریاں کہتے ہیں، جن میں ایڈز اور جنسی ملاپ کے ذریعے منتقل ہونے والی بیماریاں شامل ہیں۔

وہ وائرس جو ایڈز کا سبب بنتا ہے اُسے HIV یا *Human Immunode Virus* کہتے ہیں، یہ وائرس دو قسم کا ہوتا ہے: ایک HIV-I اور دوسرا HIV-II، یہ وائرس طویل عرصے تک انسانی جسم میں غیر فعال حالت میں رہ سکتا ہے اور خون کے خلیوں کو متاثر کرتا ہے۔ یہ اثر اندازی دراصل خون کے سفید خلیوں پر ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں مریض کی قوت مدافعت کمزور پڑ جاتی ہے اور بدن ہر قسم کے مرض میں آسانی سے مبتلا ہو جاتا ہے، نتیجتاً مریض یقینی طور پر موت کا شکار ہو جاتا ہے (۳)۔ اس مرض سے چشم پوشی اور اس کی وجوہات کو سامنے نہ رکھنا پورے معاشرے کے لیے خودکشی کے مترادف ہے۔

تحقیقات اور اعداد وشمار کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری بے حیائی کا ارتکاب کرنے والوں اور نشہ کرنے والوں میں زیادہ ہوتی ہے، اس کی اصل وجہ اخلاق باختگی ہے۔ موجودہ دور میں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ایڈز کے انفیکشن کا اصل ذریعہ جنسی عمل ہی ہے، اگرچہ انفیکشن کے دوسرے ذرائع بھی ہیں لیکن اس کے مقابلے میں محدود ہیں، اگر جنسی عمل کو جائز حد تک

---

* پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، بہاولپور، پاکستان۔

کنٹرول کیا جائے اور شرائع کی بنیادی ہدایات کو حفظانِ صحت کے حوالے سے مدنظر رکھا جائے، تو اس بیماری کی بنیادی وجہ یا Route Cause پر اثر انداز ہوا جاسکتا ہے۔ تحقیق سے یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ ایڈز کی بیماری کا شکار زیادہ تر وہ لوگ ہوتے ہیں جو عمومی طور پر عمر کے اُس حصے میں ہوتے ہیں جس میں جنسی عمل میں دلچسپی زیادہ ہوتی ہے، اس بیماری کا سب سے زیادہ تناسب ۲۰ سے ۲۴ سال، اس کے بعد ۲۵ تا ۲۹ سال کے عمر کے افراد میں ہوتا ہے (۴)۔ ادھیڑ عمر کے لوگ بہت کم اس سے متاثر ہوتے ہیں۔

انسانیت کی تاریخ میں ایسا مرض جس میں ایک دوسرے سے نفرت، خطرناک خوف اور احساسِ شرم بھی ہو کبھی سامنے نہیں آیا، جس قسم کا خوف معاشرے میں اس بیماری سے ہے کسی اور بیماری سے کبھی بھی نہیں ہوا، یہ وہ مرض ہے جو دنیا کے تمام معاشروں میں ذلت اور رُسوائی کا سبب سمجھا جاتا ہے۔ ہسپتالوں میں اس کا علاج ہے نہ عام معاشروں میں اس کے تدارک کا اہتمام، ایک طرف تو اس کا علاج سامنے نہیں آیا تو دوسری طرف اس کے تدارک کے لیے کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں کیا گیا، اس مرض کے پھیلنے کے مواقع بہت زیادہ ہیں۔ اگر اس کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ مرض پہلی مرتبہ ۱۹۸۱ء میں دریافت ہوا، ۲۰۰۰ء تک اس سے متاثرہ افراد کی تعداد چالیس ملین تھی، جن میں تیس ملین بالغ افراد اور دس ملین بچے تھے، عالمی ادارۂ صحت کے مطابق ہر سال تین سے پانچ لاکھ نئے افراد اس عارضے میں مبتلا ہو رہے ہیں، آج ۲۷ سال گزرنے کے بعد دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں پر یہ مرض نہ ہو۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں، کوئی ڈائریکٹ اور کوئی Indirect اس کا شکار ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کا تناسب تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

تمام معاشرے اس کے تدارک کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں، لیکن آج تک نہ ہی کوئی مناسب طریقۂ علاج سامنے آیا اور نہ ہی کوئی تدبیر کارگر ثابت ہوئی ہے۔ سائنسی اور طبی کوششیں لوگوں کو اس بیماری کی تباہ کاریوں سے بچانے والی کسی ویکسین یا علاج کے دریافت میں ناکام رہی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ تمام معاشروں میں اس کے تدارک کے لیے خاطر خواہ انتظام نہیں کیا گیا۔ جب تک اس مرض کا باقاعدہ (Proper) علاج دریافت نہیں کیا جاتا تو وہ کون سی احتیاطی تدابیر ہیں جنہیں اختیار کر کے اس مرض سے نجات ممکن ہے۔ یہ مرض ایک شخص سے دوسرے شخص کو درج ذیل صورتوں میں منتقل ہوتا ہے:

۱۔ جنسی اختلاط سے۔

۲۔ متاثرہ فرد کا خون کسی دوسرے کو دینے سے۔ (خصوصاً سرنجوں کے غلط استعمال سے)۔

۳۔ متاثرہ ماں سے بچے کو منتقل ہو جاتا ہے (۵)۔

ساری دنیا اس بات پر متفق ہے کہ اس مرض سے مذہبی تعلیمات ہی کے ذریعے بچا جاسکتا ہے۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ اکثر مذاہب کی تعلیمات میں جنسی بے راہ روی کی کوئی گنجائش نہیں، اس لیے کہ تمام تر الہامی مذاہب کا منبع و مرجع ایک ہی ہے

اور یہی وجہ ہے کہ اخلاقی وقانونی اعتبار سے وہ ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہیں، لیکن اس وقت دیگر مذاہب کی نسبت مذہب اسلام اخلاقی امور میں زیادہ تفصیل کے ساتھ تعلیمات پیش کرتا ہے۔مختلف مذاہب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی مذہب بے حیائی، بے راہ روی، بے اعتدالی اور اخلاقی باختگی کی تعلیم نہیں دیتا، ان سب کے ہاں اس کی ممانعت ثابت ہے، نفساتی لذات کے بارے میں تمام ادیان کا ایک مؤقف ہے اور وہ نہ اس کی کلی اجازت ورخصت کا ہے اور نہ حرمت کا، بلکہ ہر دین صرف ان مخصوص صورتوں کو جائز قرار دیتا ہے جنہیں دین کی زبان میں حلال کہا جاتا ہے اور ان صورتوں کی ممانعت کرتا ہے جنہیں حرام کہا جاتا ہے۔کلی حرمت انسانی فطرت کے منافی ہے، جس پر انسان کی تخلیق ہوئی ہے اور کلی رخصت انسان کو ایک محترم اور عقل وخرد سے سرفراز مخلوق کے درجے سے گرا کر جانور سے بھی کم سطح پر لے آتی ہے۔یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو لوگ مذہب کے جتنے قریب ہیں اتنے ہی وہ اس مرض سے دور ہیں۔ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس بیماری سے بچنے کے لیے مذہبی تعلیمات کا فروغ اور ان کی طرف رجوع پوری دنیا کے لیے ناگزیر ہے۔

اس وقت دنیا میں اس بیماری سے متاثرہ سب سے زیادہ افراد یورپ اور امریکہ میں ہیں، کیونکہ وہاں آزادانہ جنسی ملاپ اور اخلاقی اصولوں کی پامالی ہوتی ہے، جنسی عمل کو بھوک کی طرح سمجھا جاتا ہے اور جو طریق بھی اس بھوک کو مٹانے کے لیے دستیاب ہوا، اس سے مستفید ہونے کی کوشش کی جاتی ہے۔نتیجتاً دنیا ایسے مرض میں مبتلا ہوگئی جس سے چھٹکارا حاصل کرنا اس وقت مشکل نظر آتا ہے(٦)۔

دنیا میں اس وقت اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اس مسئلے کا مکمل حل پیش کرتا ہے، اسلام اخلاقی تعلیمات میں اُن تمام مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے جو اس کے ساتھ متوازی طور پر مختلف معاشروں میں اثر پذیر ہیں۔دین اسلام اپنے ماننے والوں کو جائز جنسی امور کی تکمیل کے لیے تفصیلی احکام دیتا ہے، وہ جنسی خواہش کو بے لگام نہیں چھوڑتا کہ بلا قید و بند جس راہ پر چاہے چل پڑے، بلکہ اپنے ماننے والے پر مضبوط گرفت رکھتا ہے، چنانچہ اسلام نہ صرف زناء، بدکاری اور بے حیائی کو بلکہ اس کے اسباب ومحرکات کو بھی حرام قرار دیتا ہے۔اس کے برعکس اس فطری خواہش کو دبانے یا ختم کرنے کے میلانات کی بھی مخالفت کرتا ہے۔ان معالات میں رہبانیت کو ناپسند کرتا ہے، چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾(٧)

''اے اہلِ ایمان! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ ٹھہراؤ اور نہ حد سے تجاوز کرو، اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔''

اسلام سمیت تمام مذاہبِ سماوی شادی کو جائز قرار دیتے ہوئے اس کی ترغیب دیتے ہیں اور اس کے سوا لذت پرستی

کے دیگر ذرائع کو حرام قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ شریعت اسلامی کا اوّل ترین ماخذ ''قرآن کریم'' شادی کو خصوصی اہمیت اور تقدس کا رنگ دیتا ہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجاً وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً﴾(۸)

''اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس میں سے بیویاں بنائیں، اور اسی نے ان بیویوں میں سے تمہیں بیٹے اور پوتے عطا کیے۔''

نیز ایک اور مقام پر نکاح کے مقاصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾(۹)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو، تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے عثمان بن مظعون کو تجرد کی زندگی گزارنے سے منع فرمایا(۱۰)۔

اِن اسلامی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی قانون میں شادی کا مقصد زوجین کو جنسی آوارگی سے جنم لینے والی بدکرداری سے بچانا ہے۔

علاوہ ازیں قرآن نے زوجین کے درمیان جسمانی تعلق کو بھی نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اس معاملہ میں ان کی راہنمائی کی تاکہ انسان ناپسندیدہ، گندے اور غلط طریقوں سے بچ سکے، فرمان الٰہی ہے:

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ﴾(۱۱)

''اور یہ تم سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہو وہ گندگی ہے، اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان سے قربت نہ کرو جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں۔''

عیسائیت کی تعلیمات میں شادی کی تاکید کرتے ہوئے اسے مقدس دینی حیثیت دی گئی ہے، ان کی کتاب میں لکھا ہے:

''لیکن میں غیر شادی شدہ لوگوں اور بیواؤں سے کہتا ہوں کہ ان کے لیے میری طرح رہنا بہتر ہوگا، لیکن اگر وہ اپنے اوپر ضبط نہ کرسکیں تو شادی کرلیں''(۱۲)

لہٰذا یہ بات واضح ہوئی کہ اس مرض سے بچاؤ کا ذریعہ شادی میں ہے۔ یہ کافی نہ ہوگا کہ ہم نوجوانوں کو جنسی سرگرمیوں

سے پرہیز کی نصیحت کرتے رہیں جبکہ انہیں ایسا کرنے کے تمام اسباب فراہم ہوں۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم شادی کو آسان بنائیں اور اس کی راہ میں حائل مالی، معاشرتی اور رواجی رکاوٹوں کو دور کریں۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو کہتا ہے کہ حقیقی مسلمان بیہودہ امور، گناہوں اور بے حیائی والے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی ان سے منع کرتے ہیں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کی پہچان بتاتے ہوئے کہتا ہے:

﴿وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَاماً﴾(۱۳)

''جب وہ بیہودہ امور سے گزرتے ہیں تو شرافت کے ساتھ گزرتے ہیں''۔

اور پھر عمل کی توفیق کے لیے دُعا کا طریقہ بھی بتایا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾(۱۴)

''اے ہمارے رب ہمارے لیے ہماری بیویوں اور اولاد میں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما''۔

جنسی جرائم کے تدارک کے لیے زنا کو برا اور ناجائز ٹھہرایا، اس کے لیے رجم اور کوڑوں کی سزائیں رکھیں۔ یہ سزائیں اسلام اور دیگر ادیان میں تسلسل سے موجود ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِيْلاً﴾(۱۵)

''اور زنا کے قریب نہ جاؤ، وہ بہت برا فعل، غلط عادت اور نہایت ہی برا راستہ ہے''۔

عہد نامہ قدیم میں ہے:

''کسی عورت سے زنا کرنے والا بے عقل ہوتا ہے''(۱۶)

اور انجیل متی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے:

''زانیوں سے میل جول نہ رکھو، ایسے آدمی سے نہ ملو اور نہ اس کے ساتھ کھاؤ پیو''(۱۷)

رجم کے حوالے سے استثنا، باب ۱۷ میں فرمان ہے:

''اگر تیرے درمیان تیری بستیوں میں جن کو خداوند تیرا خدا تجھ کو دے، کہیں کوئی مرد یا عورت ملے جس نے تیرے خدا کے حضور یہ بدکاری کی ہو اور اس کے عہد کو توڑا ہو اور یہ قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہوا ہے، تو اس مرد یا عورت کو باہر پھاٹکوں پر نکال لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مر جائیں''(۱۸)

بدفعلی (Sodomy) کے متعلق فرمایا: تم میں سے وہ دو مرد جو (آپس میں) اس بے حیائی کا کام کریں تو ان کو اذیت ناک سزا دو۔ قرآن کریم نے فحش کی اصطلاح بے حیائی کے لیے استعمال کی ہے۔

عہد نامہ قدیم میں اس غیر فطری فعل کی صریح ممانعت موجود ہے:

''جب ایک مرد، اپنے جیسے ایک مرد کے ساتھ عورت کی طرح لیٹے تو ان دونوں نے گندگی کی، دونوں کو قتل کر دیا جائے''(۱۹)

اسی طرح سینٹ پولس کا خط اہل روم کے نام، اس میں لکھا ہے کہ:

''جو ایسی حرکت کرتا ہے وہ سزائے موت کا مستحق ہے''(۲۰)

الغرض دنیا میں کوئی بھی مذہب ایسا نہیں جو زنا، بدفعلی اور بے حیائی کے امور کو Approve کرتا ہو، بلکہ مذہب تو پاک اور صاف رہنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ ان سب مذاہب کی تعلیمات میں اسلامی تعلیمات نمایاں اور زیادہ تفصیل کے ساتھ ہیں، اسلام ایسے تمام افراد کا قلع قمع کرتا ہے جو معاشرے میں بے حیائی پھیلاتے ہیں یا بے حیائی پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔

اسلام قحبہ گری، شراب نوشی اور فحش کاری ان تمام امور کو حرام قرار دیتا ہے، جو افراد بھی اس پیشہ سے وابستہ ہوں، ان کے اعمال کو ناجائز ٹھہراتا ہے، حیاء کو نصف ایمان قرار دیتا ہے۔ قحبہ گری کو اسلام برائی کی جڑ سمجھتا ہے، اس وجہ سے اسے ناجائز ٹھہراتا ہے، جبکہ مغرب کا موجودہ معاشرہ اس کو جائز قرار دیتا ہے۔ اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''عبداللہ بن ابی کی دو لونڈیاں تھیں، ایک کا نام مُسیکہ اور دوسری کا نام امیمہ تھا۔ وہ دونوں سے جبراً زنا کراتا۔ انہوں نے اس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾''(۲۱)

فطری داعیات میں کھانے کے ساتھ جنسی خواہش بھی شامل ہے، جس پر نوع انسانی کی بقاء کا انحصار ہے، اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ کہ انسان کو اس معاملے میں بالکل آزاد چھوڑا جائے۔

۲۔ انسان ان خواہشات سے ٹکرائے اور رہبانیت والمانویت اختیار کرے۔

۳۔ اس داعیہ کے حقوق مقرر کر دیئے جائیں اور انسان خاص دائرے میں رہ کر اپنی جائز خواہشات کی تکمیل جائز طریقے سے کرے۔

پہلی دونوں صورتیں صحیح دکھائی نہیں دیتیں اور عقل سلیم بھی ان کو قبول نہیں کرتی۔ پہلی صورت میں انسان جانور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے جبکہ دوسری صورت اختیار کرنے سے انسان کی بقاء خطرے میں ہے۔ لہٰذا یہ دونوں صورتیں ناقابل عمل ہیں، اس

سلسلے میں اسلام حلت اور حرمت کا جو حکم دیتا ہے اس کا مقصد باہمی تعلقات اور نسلوں کو پاک رکھنا ہے۔ اسلام ان عورتوں کے ساتھ خلوت حرام ٹھہراتا ہے جو نہ تو بیوی ہو اور نہ ہی تحریم والے رشتے میں سے ہو، اسلام عام عورتوں سے خلوت میں ملنے سے منع کر کے اپنے ماننے والوں کو برے کاموں اور برے خیالات سے محفوظ رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو اسے چاہیے کہ کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ رہے، جہاں کوئی محرم موجود نہ ہو، کیونکہ ایسی صورت میں ان دونوں کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے'' (۲۲)

اسلام پردے کا حکم اسی وجہ سے دیتا ہے کہ برائی کے صدور کی نوبت ہی نہ آئے، اسلام اپنے ماننے والوں کو نگاہوں کی حفاظت کا حکم بھی دیتا ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ﴾ (۲۳)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان ایمان والوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے حق میں زیادہ پاکیزہ ہے''۔

خواہشات نفسانی کا رد کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے ارشاد فرمایا:

''طاعة الشهوة داءٌ و عصيانها دواءٌ'' (۲۴)

''شہوتِ نفس کا تابع فرمان ہو جانا مہلک مرض ہے اور اس کی نافرمانی کرتے رہنا اس کا علاج ہے''۔

الغرض اسلام ان تمام امور میں اعتدال کا خواہش مند ہے۔ ان تمام تعلیمات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام فطری خواہشات کے لیے جائز اہتمام کرتا ہے اور ایسی راہ بتاتا ہے جسے اختیار کرنے سے غلط کاری و فحاشی کا تدارک آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

اسلام نے جائز نکاح سے جائز النسبی (حرمت بر بنائے نسب)، حرمت بر بنائے ازدواج (حرمت مصاہرہ) اور وراثت میں شرکت وغیرہ کا تصور دے کر ایسی صورت پیدا کر دی جس سے جائز جنسی تعلق کو محترم اور پاکیزہ گردانا گیا۔

فرمان ربانی ہے:

﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ﴾ (۲۵)

''اللہ تم پر تنگی مسلط نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے''۔

اسی وجہ سے دوسروں کے گھروں میں اجازت لیے بغیر داخلے کی حرمت (۲۶)، خواتین کو اپنی زینت کی اشیاء کو چھپانے کا حکم (۲۷)، لوچدار بات کرنے کی ممانعت (۲۸) اور حیاء داری کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

"الحياء من الإيمان"(۲۹)

''حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے''۔

اور مشہور مقولہ ہے:

"إذا فات الحياء فافعل ماشئت"

''جب حیاء ختم ہو جائے تو پھر جو چاہو، کرو''۔

اسلام کی تمام تربیتی اور اخلاقی تعلیمات انسانی فطرت میں موجود اس جبلت کا تحفظ اور آبیاری کرتی ہیں، اور علم، فہم اور شعور کے ذریعے ترقی دیتے ہوئے اسے انسانی نفس کا ایسا پیدائشی حاسہ بنا دیتی ہیں جو پست رویوں اور برائیوں سے بچاتا رہتا ہے۔

اگر مسلمان اور دیگر مذاہب کی اقوام ان تعلیمات کو اپنائیں تو اس بیماری اور لعنت سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ لہذا ان تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی راہنمائی ممکن ہو سکے اور معاشرہ اس قسم کی موذی امراض سے محفوظ رہ سکے۔

حوالہ جات

۱۔ التین ۹۵:۴

۲۔ الزیلعی، علامہ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف حنفی (م-۷۶۲ھ)، نصب الرایۃ لأحادیث الھدایۃ، مجلس علمی ڈابھیل ہندوستان، ط:۱، ۱۳۵۷ھ-۱۹۳۸ء، ج ۴، ص ۳۸۳، ۳۸۶

۳۔ رہنمائے صحت، عالمی ادارہ صحت، ص ۶

۴۔ ڈاکٹر محمد حلمی وحدان، ایڈز اور جنسی طریقے سے منتقل ہونے والے امراض کی وبائیں

۵۔ رہنمائے صحت، عالمی ادارہ صحت، ص ۶

۶۔ ڈاکٹر محمد سلیم عوا، دین کی نگاہ میں آزادی اور انسانی حقوق کا مفہوم

۷۔ المآئدۃ ۵:۸۷

۸۔ النحل ۱۶:۷۲

۹۔ الروم ۳۰:۲۱

۱۰۔ احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، دار صادر بیروت، ج ۱، ص ۱۷۶، ۱۸۳، س ن

۱۱۔ البقرۃ ۲:۲۲۲

۱۲۔ اصحاح: ۷-۸

۱۳۔ الفرقان ۲۵:۷۲

۱۴۔ الفرقان ۲۵:۷۴

۱۵۔ بنیٓ اسرآءیل ۱۷:۳۲

۱۶۔ امثال ۶:۲۹

۱۷۔ انجیل متی ۵:۳-۹

۱۸۔ استثناء ۱۷:۲-۵

۱۹۔ سفر الاولیین ۲۰:۱۳

۲۰۔ رومیوں کے نام پولس رسول کا خط ۱:۳۲

۲۱۔ مسلم صحیح مسلم، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، ربیع الاول ۱۴۱۹ھ- جولائی ۱۹۹۸ء، کتاب التفسیر، باب قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ﴾، حدیث نمبر ۷۵۵۳

۲۲۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (م:۲۷۹ھ) جامع الترمذی، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، ط:۱، محرم ۱۴۲۰ھ-اپریل ۱۹۹۹ء، ابواب الفتن، باب [ماجاء] فی لزوم الجماعۃ، حدیث نمبر ۲۱۶۵

۲۳۔ النور ۲۴:۳۰

۲۴۔ الدیلمی، الشیخ الجلیل الحسن بن ابی الحسن، اعلام الدین فی صفات المؤمنین، مؤسسۃ البیت لإحیاء التراث-قم ایران، ۱۴۰۸ھ، ص ۶۹

۲۵۔ المآئدۃ ۵:۶

۲۶۔ النور ۲۴:۲۷-۲۸

۲۷۔ النور ۲۴:۳۰-۳۱

۲۸۔ الاحزاب ۳۳:۲۵

۲۹۔ جامع الترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء: أن الحیاء من الإیمان، حدیث نمبر ۲۶۱۵

مطبوعاتِ شیخ زاید اسلامک سینٹر

عربی کتب :

☆ شرح اربعین النووی	تحقیق و تعلیق: ڈاکٹر خالد علوی
☆ تحفۃ الطالبین لابن العطار	تحقیق و تعلیق: ڈاکٹر جمیلہ شوکت
☆ المنهاج السوی للسیوطی	تحقیق و تعلیق: ڈاکٹر جمیلہ شوکت
☆ قلائد الجمان لابن الشعار	تحقیق و تعلیق: ڈاکٹر خورشید رضوی

اردو کتب :

☆ قرآن وسنت ۔ چند مباحث (جلد اول و دوم)	حافظ احمد یار
☆ رسمِ عثمانی اور اس کی شرعی حیثیت	سمیع اللہ فراز
☆ اختلاف قرأت اور نظریۂ تحریف قرآن	فیروز الدین شاہ کھگہ
☆ قرأت شاذہ: شرعی حیثیت، تفسیر و فقہ پر اثرات	محمد اسلم
☆ امام ابن شہاب زہری اور ان پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ	ڈاکٹر حافظ محمد عبد القیوم
☆ نبی کریم ﷺ بحیثیت مثالی شوہر	ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
☆ عصرِ حاضر میں اجتہاد اور اس کی قابلِ عمل صورتیں	شیخ زاید اسلامک سنٹر
☆ مقالاتِ گیلانی	مولانا مناظر احسن گیلانی تحقیق و تعلیق: حافظ عبد الباسط خان
☆ سجدۃ القلم	سعید احمد بودلہ
☆ آئینۂ کردار	ڈاکٹر زاہد منیر عامر
☆ عربی شاعری ۔ ایک تعارف	ڈاکٹر خورشید الحسن رضوی
☆ پاکستان میں عربی زبان	ڈاکٹر مظہر معین
☆ مغربی تہذیب ۔ ایک معاصرانہ جائزہ	ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری
☆ همزیاتِ عشر	ڈاکٹر صوفی ضیاء الحق